www.Paksociety.com

اجالا ہونے تک

لبنیٰ نذیر چوہدری

ڈاٹ کام
www.paksociety.com
www.paksociety.com
www.Paksociety.com

اجالا ہونے تک

لبنیٰ نذیر چوہدری

www.Paksociety.com
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
www.paksociety.com
WWW.PAKSOCIETY.COM

"آمنہ کی بچی!۔اماں نے دیکھ لیا ناں تو سمجھو تمہاری خیر نہیں۔"

عائشہ نے رازداری سے کہا۔

جواب دیا۔

"کیا اماں میری طرف دیکھ رہی ہیں۔"اسکا دل ایکدم تیز تیز دھڑکنے لگا۔اس نے اماں کے اندر جانے تک نظریں اٹھاکر نہ دیکھا۔

"اے! اب سکتے سے باہر آجاؤ اماں غائب ہوچکیھیں۔"آمنہ نے پوری بتیسی نکال کر کہا۔

"اب دیکھو ہے نا زبردست اسکیچ، کارٹون کے نیچے لکھا تھا شازیہ کی فنی مہارت کا نمونہ۔"

"اسٹوپڈ۔"شازی کا نام کیوں لکھا۔"

"بڑا دعویٰ ہے محترمہ کو کہ مجھے غصہ نہیں آتا۔اب دیکھتے ہیں کیسے نہیں آتا غصہ۔"

"مگر یہ غلط بات ہے آمنہ!۔"عائشہ نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی غلط سلط نہیں ہے۔۔۔یہ تو بس مذاق ہے۔"

اب آمنہ نے اپنی دیوار سے شازیہ کی تائی کے ہاں تابندہ کا اسکیچ نوٹس پھینک دیا۔

بھلا یہ کوئی تک تھی، ایک کزن کا اسکیچ بنانااور دوسری کا نام لگانا، یہ صرف مذاق تو نہیں تھا بلکہ یہ تو دوسروں کی سراسر دل آزاری تھی لیکن وہ کمرے میں آکر دعا کی باتوں میں لگ گئی اور عائشہ کی بات بھولگئی۔ایسی ہی لاابالی سی طبیعت کی مالک تھی۔وہ کوئی بات بھی زیادہ دیر تک یاد نہ رکھتی تھی۔

اگلے دن طبیعت کچھ سست سی تھی اس لئے اس نے کالج سے چھٹی کرلی۔جس روز اس کی کالج سے چھٹی ہوتی اس دن اس کی صبح گیارہ بارہ بجے ہوتی۔وہ کسلمندی سے بستر پر کروٹیں بدل رہی تھی کہ ساحل کا فون آگیا۔وہ جو کہہ رہا تھا۔۔قطعاً اسے اس کی بات پر یقین نہین آرہا تھا لیکن اس کی نیند اڑ گئی تھیاور ساری حسیات جیسے سماعت بن گئی تھیں۔

"سا۔۔۔سا۔۔۔ساحل یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟" چند لمحے تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے ریسیور کو تکنے کے بعد بمشکل حلق کوتر کرتے ہوئے اس نے اٹک اٹک کر کہا۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں۔آمنہ! بہت سوچا، سمجھا اور غور کیا۔ایک بار نہیں کئی مرتبہ ہر بار اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ہم اچھی زندگی نہیں گزار سکتے۔۔دو بالکل مختلف خیالات اور سوچ رکھنے والے کبھی خوش نہیں رہ سکتے پھر کیوں نہ ہم ابھی سےاپنی راہیں الگ کرلیں۔" کتنے آرام اور سکون سے وہ کہہ رہا تھا۔

"یقیناً اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔وہ یہ سب نہیں کہہ سکتا۔وہ تو اسے زندگی اور اپنی روح کہتا ہے، کیا زندگی اور روح کے بغیر بھلا زندہ رہا جاسکتا ہے۔۔۔کبھی نہیں۔بڑے یقین کے ساتھ اس نے سوچا اور تب ہی دوسری طرف سے وہ بولا۔

"تم سن رہی ہو ناں آمنہؔ میں ٹھیک کہہ رہاہوں ناں، یقیناً تمہیں بھی میری بات سے اتفاق ہوگا۔۔ہاں اپنے والدین کو سمجھانے میں ہمیں کچھ مشکل ہوگی لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم دونون مل کر انہیں قائل کرلیں گے۔جب ہم خوش ہیں تو انہیں بھی آپس میں کسی قسم کی ناراضی پیدا نہیں کرنی چاہیے۔ٹھیک ہے ناں۔اوکے پھر بات ہوگی اچھے دوستوں کی طرح۔۔۔" ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے فون بند کردیا۔

اور وہ ہاتھ میں ریسیور تھامے ساکت و جامد سی کھڑی تھی۔بچھڑتے لمحوں کی بے صدا بازگشت میں وہ اس کے ہونٹوں کی نرم چھاؤں کو،جدائی کی دھوپ دے کر حواس کی انگلیوں سے دامن چھڑا رہی تھی۔تمام رسموں تمام قسموں کی جلتی شمعیں بجھا رہی تھی۔تب اس کی آنکھوں میں یقین اور بے یقینی کے گرد اب ہیں چکراتی آس پتھر کے مجسمے کی مانند بے حس و حرکت کھڑی تھی کہ ایکدم پھر یقین پر بےیقینی کا پلہ بھاری ہونے لگا۔اس کا سارا جسم لرز رہا تھا۔۔۔پھر کپکپاہٹ بڑھتی گئی۔دل کی دھڑکن تیز سے تیز ہوتی گئی۔اس کی سماعت سے باربار ٹکراتی ہوئی تکرار۔

"مختلف خیالت رکھنے والے، مختلف سوچ کے لوگ کبھی خوش نہیں رہ سکتے۔اس لئے کیوں نہ ہم ابھی سے ہی اپنی راہیں جدا کرلیں۔"

اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسانے لگی تھی۔۔۔دل کوکسی نشتر کی طرح چھید کرنے لگی تھی۔یہ آواز۔۔۔اس نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئےاس آواز سے بچنا چاہا۔۔۔لیکن ناکام رہی۔آواز تھی کہ زورشور سے اس کے دماغ پر گونجنے لگی تھی۔شدید ہیجانی کیفیت میں اس نے ریسیور زور سے کریڈل پر دے مارا،ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

گاڑی تیز رفتاری کے ساتھ اسکے گھر کیطرف دوڑ رہیتھی اور تخیل اسے ماضی کے مختلف عکس دکھا رہا تھا۔ایک کے بعد دوسرا۔۔۔

☆☆☆

www.paksociety.com

www.Paksociety.com

"یہ آج بے چاری کرسی کی کیوں شامت آئی ہوئی ہے۔۔۔ایوری تھنگ از اوکے۔۔"وہ شدید کوفت کے عالم میں آتے جاتے کرسی کو ٹھوکر مار رہی تھی۔جب اس نے عین اس کے سر پر آکر کہا۔

وہ تنک کر اس کیطرف مڑی "تم سے مطلب! چپ نہیں رہ سکتے۔"اس نے ناراض لہجے میں کہا۔

"اچھا بابا آج سے کوشش کروں گا۔اب خوش۔"

"ہیں۔۔۔ایں۔۔۔۔"اس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"اب زیادہ منہ اور آنکھیں پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے پہلے ہی بہت ڈراؤنی لگ رہی ہو۔"

"میں ڈراؤنی لگ رہی ہوں۔۔۔"وہ جیسے صدمے سے بے ہوش ہونے کو تھی۔

"پاگل ہو تم بھی۔۔۔"زیر لب کہتے ہوئے ساحل نے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپالی۔"اچھا یہ بتاؤ اتنی تیاری کس خوشی میں کررکھی ہے۔"

"نازی کی برتھ ڈے ہے اور انو بھائی ابھی تک نہیں آئے اور نازی ہٹلر کی جانشین مجھے نہیں چھوڑے گی۔اس نے بے چینی سے کلائی پر بندھی نازک سی واچ پر نگاہ ڈال کر کہا۔"چار بجے کا کہا تھا اب پانچ بجے ہیں۔"وہ روہانسی ہورہی تھی۔

آمنہ آج انو بھائی کچھ لیٹ آئیں گے اچانک کسی ضروری کام سے جانا پڑ گیا گھر کا فون بزی تھا، اس لئے انو بھائی نے مجھے سیل پر میسج دیا تھا۔میں نے آنٹی کو بتا دیا تھا۔"

وہ شدید رنج اور ملال کی کیفیت میں گھری ہوئی بمشکل چھلکتی آنکھوں پر قابو پانے کی کوشش کررہی تھی۔اسے یوں رنجیدہ دیکھنا ساحل کے بس میں کہاں تھا۔اس نے کہا۔

"جلدی سے اپنا بسورتا منہ ٹھیک کرو میں تمہیں ڈراپ کردیتا ہوں اور لے بھی آؤں گا، اوکے اب خوش۔"

اور وہ جس میچ کی اتنے دنوں سے تیاری کررہا تھااس نے اس کے لئے چھوڑ دیا تھا۔جس پر وہ بہت دنوں تک حیران ہوئی تھی۔

☆☆☆

"یہ کیا ہورہا ہے۔"وہ ہر طرف سے بے نیاز اچھل اچھل کر کیریاں توڑنے کی کوشش کررہی تھی۔جب وہ قریب آکر دبے دبے لہجے میں غرایا تو وہ تنے سے جا لگی۔

کھلی کھلی وحشت زدہ سی آنکھیں اور اس پر غصے سےلال بھبوکے چہرے کو دیکھتی وہ حیران تھی کہ آخر اس نے کیا کیا تھا جو وہ یوں آپ سے باہر ہورہا تھا۔

"پکڑو۔۔۔اور دفعہ ہوجاؤ اندرہ۔۔۔"اسنے اس کا دوپٹہ اسے تھماتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں چھلکنے کو بے تاب تھیں۔وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوگئی اور دھڑ سے دروازہ بند کردیا۔

"آمنہ!۔دروازہ کھولو پلیز۔۔۔"چند لمحوں بعد ہی دروازے پر کھڑا وہ لجاجت بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"نہیں کھولوں گی۔"دھواں دھار روتے ہوئے اس نے کہا۔

"پلیز آمنہ!۔"

www.Paksociety.com

"مر گئی آمنہ چلے جاؤ یہاں سے۔"

"شٹ اپ۔"

"اب تو بالکل نہیں کھولوں گی۔"سوں سوں کرتے ہوئے اس نے زور سے کہا۔دور جاتے ہوئے قدموں کی آواز کے بعد خاموشی چھاگئی۔

"ہیں۔۔۔چلا گیا۔"اسے جیسے سخت صدمہ ہوا۔

"آمنہ دیکھو میں کیا لایا ہوں۔۔۔"چندلمحوں کے بعد اس کی آواز دوبارہ آئی۔وہ جو اس کے جانے کے خیال سے افسردہ تھی ایکدم جیسے کھل اٹھی اور جھٹ سے دروازہ کھول دیا۔دو تین کیریاں ہاتھ میں تھامے وہ اندر چلا آیا۔"مجھے نہیں چاہیے۔۔"اس نے ناراضی دکھائی حالانکہ دل توبری طرح للچا رہا تھا۔

"نہیں چاہئیں تو پھر بندروں کیطرح اچھل کودکیوں کررہی تھی۔"

"میں جو بھی کررہی تھی تمہیں اس سے کیاتکلیف تھی، جو مجھے اتنی بری طرح سے ڈانٹا۔"وہ کن انکھیوں سے کیری کی طرف دیکھتی ہوئی مصنوعی ناراضی سے بولی۔

"ابھی تو صرف ڈانٹا تھا، دل چاہ رہا تھا کہدو چار جھانپڑ رسید کروں۔"

"کیا؟" وہ غصے سے گھورتی ہوئی بولی۔

اور وہ اس کی آنسوؤں سے لبریز ہوتی آنکھوں سے نگاہ چراتے ہوئے دروازے کی جانب چلا گیا اور وہیں سے کیریاں بیڈ پر اچھا دیں۔

"پورے دس پندرہ منٹ سے انکل فلک شیر کی چھت پر کھڑا انک کا لوفر بیٹا مسکراتی نگاہوں سے تمہارے کرتب دکھ رہا تھا مگر پتا نہیں تمہیں کب عقل آئے گی۔"

"سوری سلو۔۔۔!مجھے تو پتا ہی نہیں چلاکہ۔۔"وہ ایک دم نادم سی ہوگئی

اٹس اوکے لیکن لڑکیوں کو بہت محتاط ہو کر، بہت سنبھل کر رہنا چاہیے۔۔۔"آمنہ!"جب کہ تم بالکل بھی خیال نہیں کرتیں۔بچوں کے ساتھ کرکٹ کھیلتے ہوئے کئی مرتبہ خود ہی گیند پکڑنے باہر بھاگتی ہو۔ایسے میں نہ تمہیں دوپٹہ ڈھنگ سے لینے کا خیال ہوتا ہے نہ کسی اور بات کا۔

"یہ کوئی اچھی بات نہیں۔"وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

اور وہ سوچ رہی تھی کہ "پتہ نہیں یہ سلو میں دادی اماں کی روح کہاں سے گھس گئی ہے۔"

ایک دن اسے پتہ چلا کہ وہ اور سلو منگیتر ہیں۔دادی جان نے ان کے بچپن میں ہی دونوں کی نسبت طے کردی تھی۔پہلے وہ حیران ہوئی پھر ایک انوکھی سی خوشی اور اچھوتی سی مسرت رگ وپے میں سرائیت کرتی محسوس ہوئی لیکن پھر اس نے متفکر ہوتے ہوئے سوچا۔پتہ نہیں سلو کو اس رشتے کی خبر ہے یا نہیں۔یقیناً نہیں ہے۔وہ تو اس کی حرکتوں سے سخت نالاں رہتا ہے۔اس سے کسی بھی قسم کا تعلق اسے کہاں منظور ہوگا۔اس خیال کے ساتھ ہی اس کا دل بجھ گیا۔ایک شدید قسم کی بے چینی اور بے کلی نے اس کے وجود کا احاطہ کرلیا تھا۔۔۔جب بہت ڈرتے ڈرتے اپنے تیئں اس نے اس پر انکشاف کیا تو اس کے تاثرات پر ششدر رہ گئی۔

"تم جانتے ہو سلو۔۔۔!تمہیں کوئی اعتراض نہیں؟"اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"اعتراض۔۔۔!کیوں۔۔؟"اس کی گہری گہری انوکھے جذبے چھلکاتی نگاہوں نے اسے بوکھلا کر رکھ دیا۔

"میں تو ایک بگڑی ہوئی لڑکی ہوں نا سلو!ہر وقت کوئی نہ کوئی الٹی سیدھی حرکت کرکے تمہیں غصہ دلاتی ہوں۔"جانے کیوں۔۔۔کس احساس کے تحت اس کی آواز بھرا سی گئی اور آنکھوں کے شفاف کٹوروں میں نمی جھلملانے لگی تھی۔ساحل کتنی دیر بے خود سا اسے تکتا رہا۔اس کی دلی کیفیات کا یہ سادہ سا اظہار اسے سرشار کرگیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

"لیکن اب کیا کیا جائے کہ یہی بگڑی ہوئی پاگل سی سر پھری لڑکی یوں دل کی گہرائیوں میں جا اترتی ہے کہ نکالے نہیں نکلتی اس لیے مجبوری ہے۔" اس کی چمکتی آنکھوں میں محبتوں اور چاہتوں کا اک جہاں آباد تھا۔ وہ مزید ایک لمحہ وہاں ٹھہر نہ سکی۔ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

دن ایک دم بے حد خوبصورت ہو گئے تھے۔ ہوائیں خوشیوں سے لبریز نغمے سناتیں اور خوشبو چہار سو لہراتیں۔۔ پھول، پودے، تتلیاں، رنگ، چاند، ستارے اور پرندے غرض ہر چیز اسے بے حد نئی، انوکھی اور پیاری نظر آتی۔ ہاں جب آپ کو کسی سے پیار ہوتا ہے تو ہر موسم ہی اچھا اور سہانا لگتا ہے۔ ہر وقت دل اپنی دھڑکن کی تال پر رقص کرتا ہے۔ بے وجہ ہنستا گاتا ہے۔ محبت کا نشہ بھی عجیب پر اثر ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت رگ وپے میں سرائیت کر جاتا ہے۔ ساحل کی محبت نے، اس کی شدتوں نے، اسے یوں اسیر کر لیا تھا کہ اس کے علاوہ اسے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ وہ ساری الٹی سیدھی حرکتیں جن پر ماما ناراض ہوتی تھیں، سلو ٹوکتا اور سمجھاتا تھا۔ اب خود بخود کہیں چھپ گئی تھیں۔ وہ خود حیران تھی کہ وہ سر سے پیر تک بدل گئی ہے۔ اس نے خود سلو کی پسند کے سانچے میں بدل لیا تھا۔ اور اب۔۔۔۔۔

وہ کہہ رہا تھا کہ ان کے خیالات نہیں ملتے ان کی سوچیں مختلف ہیں۔ اب اسے یہ خیال آیا تھا۔۔۔ اسے محبت کی راہ پر لا کر۔۔ یوں دیوانگی کی حد پر پہنچا کر۔ اب وہ راہ بدلنا چاہتا تھا کیوں۔۔۔ کس لیے۔۔۔؟ وہ جلد از جلد اس سے یہ بات پوچھنا چاہتی تھی اس لیے ہر قسم کے نتائج سے بے پرواہ ہو کر گاڑی لے کر نکل گئی۔۔ حالانکہ ابھی اسے ڈرائیونگ سیکھے ہوئے آٹھ دس دن ہوئے تھے۔ اکیلے تو ایک مرتبہ بھی یوں گاڑی سڑک پر نہ لائی تھی۔ اس وقت اسے کوئی ہوش نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ فوراً اس کے پاس پہنچا جائے۔

ہوش و خرد سے بیگانہ ہو کر جو بھی کام کیا جائے اس کا نقصان تو اٹھانا پڑتا ہے۔ سگنل کی لال بتی سرخ ہوتے ہی اس نے فل اسپیڈ پر بھاگتی گاڑی کو زوردار بریک لگائی پھر اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کیا ہوا ہے۔ ایک زوردار دھماکے

کی آواز کے ساتھ اس کا سر اسٹیرنگ سے ٹکرایا۔۔۔ شدید تکلیف کے احساس کے ساتھ اس کا ذہن ایک گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ساحل شدید ندامت اور پچھتاوے میں مبتلا دنیا و مافیہا سے بے خبر سر کو خدائے بزرگ و برتر کے حضور جھکا کر اس کے لیے محو مناجات تھا۔ وہ جو اس کی حیات تھی، کل کائنات تھی۔ جسے اس کے ایک فضول سے مذاق نے اس حال کو پہنچایا تھا۔ جانے کون سی بری گھڑی تھی جب "اپریل فول" کا خیال اس کے دل میں آیا تھا۔ اس کی محبت کو پرکھنے، خود پر اس کے اعتماد کو آزمانے کا خناس دماغ میں سمایا تھا۔ اس نے یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ۔۔۔

"اس وقت ایک آواز آئی۔۔۔۔ وہ سوچوں کی نگر سے نکلا؟"

"پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔" سب کے مرجھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے۔ پژمردہ وجود میں زندگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔ آپ لوگ باری باری پیشنٹ سے مل سکتے ہیں۔۔۔ بات وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ڈاکٹر ہدایت دیتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔ سب کمرے میں داخل ہو گئے وہ نیم غنودگی میں کچھ کہہ رہی تھی۔ "سلو۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔ تم۔۔۔ یوں مجھ سے تعلق۔۔۔ ختم نہیں کر سکتے۔۔" سب ششدر سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس نے خود کو شرمندگی اور ندامت کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتے محسوس کیا۔

پھر امی جان نے آمنہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اس کے گال تھپتھپائے اور اسے باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے سے نکل آئیں۔ عرق ندامت میں غرق سب سے نگاہ چراتے ہوئے مرے مرے قدموں سے وہ باہر نکل گیا۔

"کیا قصہ ہے 'یہ اور وہ آمنہ۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی؟ کڑے تیوروں سے اسے گھورتے ہوئے انہوں نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.Paksociety.com

اوراس نے شرمندگی سے نظریں جھکاتے ہوئے ساری بات بتادی۔وہ کتنی دیر خاموشی سے بے یقینی سے اسے دیکھتی رہیں۔تم نہیں جانتے یہ کتنی بڑی خامی ہے تم نوجوانوں اندھی تقلید کے قائل ہو چکے ہو۔یہ جانے بنا کہ اس اندھی تقلید سے اپنا کس قدر نقصان کررہے ہو۔"کیسے غیر اقوام کے ہاتھوں میں بے وقوف بن رہے ہو۔۔۔"""اپریل فول" کے نام پر؟اور یہ اپریل فول ہی تمہیں زندگی کے رنج و غم سے دوچار کرنے لگا ہے۔غیر مذہب کے لوگ تم مسلمانوں کو ہمیشہ "اپریل فول" کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔یہودی اور عیسائی ہمیشہ سے تم مسلمانوں کو مذاق کا نشانہ بنا کر اپریل فول کا نام دیتے رہے ہیں۔بہادر شاہ ظفر کو ان کے بیٹے کا سر ناشتہ میں پیش کرکے "اپریل فول" منایا۔اسپین کے بادشاہ نے مسلمانوں کا ہمدرد بن کر کہ میں تمہیں کسی مسلمان ملک میں بھجوانا چاہتا ہوں تاکہ یہ لوگ تم پر ظلم و ستم نہ کرسکیں۔۔۔اس نے بہت سے مسلمانوں کو جہاز میں سوار کردیا اور جب جہاز سمندر کے وسط پہنچا تو اسے ڈبو دیا گیا اور عیسائی اسی خوشی میں ہر سال اپریل فول منانے لگے۔

کس قدر دکھ کی بات ہے تم اس قدر پڑھ لکھ کر ان لوگوں کی تقلید کرتے ہو۔"تمہاری نہ تو کوئی مرضی ہے، نہ فیصلہ۔۔۔تمہاری نہ تو کوئی ذات ہے۔۔نہ کوئی روایت؟"تم لوگ تو مٹی کے مادھو ہو۔دوسرے جس طرف دوڑ لگاتے ہیں،جو راہ دکھاتے ہیں،اس پر اندھادھند بھاگ کھڑے ہوتے ہو،یہ تک نہیں جانتے کہ یہ راہ کس قدر طرف جاتی ہے۔منزل پر پہنچاتی ہے بھی کہ نہیں یا گہری کھائیوں میں گراتی ہے۔

گہرے تاسف کے عالم میں وہ کہہ رہی تھیں۔۔۔اور وہ شرمندگی اور ندامت کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستا چلا گیا۔اس نے ندامت بھرے لہجے میں اپنی ماں کے ہاتھ کو تھام کر کہا۔

"سوری!"امی جان میں اپنی غلطیوں پر بہت شرمندہ ہوں۔آج کے بعد ایسا مذاق کبھی نہیں کروں گا۔۔۔"آئی پرامس۔۔۔۔؟"

"ٹھیک ہے بیٹا۔۔"لیکن تم کو آمنہ سے سوری کرنا پڑے گا کیونکہ وہ تم سے سخت ناراض ہے۔

"آپ اسے چھوڑیں اسے تو میں منا ہی لوں گا۔"اس کے تصور میں آمنہ کا پھولا ہوا چہرہ آگیا۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے،جہاں آمنہ لیٹی ہوئی تھی۔

اسے دیکھ کر آمنہ نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا۔منہ بدستور پھولا ہوا تھا۔

"آئی ایم سو۔۔سوری۔۔۔ایمی۔۔۔غلطی ہوگئی۔آج کے بعد ایسا مذاق کبھی کسی سے نہیں کروں گا؟"۔۔۔پرامس۔۔۔ایمی تمہیں میرے رویے سے جو بھی تکلیف ہوئی اس کے لیے اگین سوری۔۔۔

ابھی بھی کیوں سوری کرنے آئے ہو،چاہے تمہارے مذاق سے میری جان ہی چلی جاتی۔"

"ایمی!میرا مقصد تمہیں تکلیف پہنچانا نہیں تھا بلکہ احساس دلانا تھا کہ ہر ذی ہوش چیز کو دکھ ہوتا ہے

"میں تمہیں یہی بات تو شروع سے سمجھانا تھا۔۔۔تمہاری کسی حرکت سے،کسی کا دل بھی دکھ سکتا ہے۔"

آمنہ کو واقعی شرمندگی ہوئی۔"آئی ایم سوری سلو!آج کے بعد میں کسی کو تنگ نہیں کروں گی۔"

"اوکے۔۔۔اوکے۔۔میڈم۔"ساحل نے مسکراتے ہوئے کہا۔"جہاں تک محبت سے محبت کی بات ہے تو۔۔۔"

جو دل کے آئینے میں ہو وہی ہے پیار تصویر کے قابل
ورنہ دید کے قابل تو ہر تصویر ہوتی ہے

"ایمی تم بھی کب سے دل کے نہاں خانوں میں براجمان ہو۔"

آمنہ نے مسکرا کر شرماتے ہوئے سر کو جھکالیا۔۔۔آمنہ کی حالت دیکھ کر ساحل کا زوردار قہقہہ ہوا میں بلند ہوا۔

ختم شد

WWW.PAKSOCIETY.COM